

کثرت سے ہیں جس کثرت سے میرے گناہ ہیں، ان کی گنتی یاد آ جاتی ہے۔

”گناہوں اور داغوں کے شمار میں برابر ہونے سے یہ مراد رکھتی ہے کہ جب کسی گناہ کا مرتکب ہوا تو بہ سبب عدم استطاعت کے اسے خاطر خواہ نہ کر سکا۔ کوئی نہ کوئی حسرت ضرور باقی رہ گئی۔ مثلاً شراب پی تو وصل نصیب نہ ہوا، وصل تمیر آیا تو شراب نہ ملی۔“

”ابیر گہر بار“ کی مناجات میں کم و بیش نوے اشعار اسی موضوع پر ہیں اور وہ اس قابل ہیں کہ انھیں پڑھ کر مرزا غالب کے نقطہ نگاہ کا صحیح اندازہ کیا جائے۔ گناہوں کے سلسلے میں بے استطاعتی کے باعث حسرت رہ جانے کا قصہ آل سوز و درد سے بیان کیا ہے کہ انسان کے لیے اسے اطمینان سے پڑھنا مشکل ہے اور لطف یہ کہ بندگی اور عبودیت کا کوئی بھی پہلو باقی نہیں چھوڑا۔ آخر میں کہتے ہیں۔

بہ ہر جرم کز روئے دفتر رسد	زمن حسرتے در برابر رسد
بفرماے کین داوری چوں بود	کہ از جرم من حسرت افزوں بود
بہر آئینہ ہمچوں منے را ببند	تلافی فراخورد بود نے گزند
بدیں مویہ در روز امید و بیم	بگیریم بد انسان کہ عرش عظیم
شود از تو سیلاب را چارہ جو	تو بخشی بد راں گر یہ ام آبرو

مطلب یہ کہ جو جو جرم میرے اعمال نامے سے پیش کیا جائے گا، میں اس کے مقابلے میں ایک حسرت پیش کر دوں گا۔ اب فرمائیے، فیصلہ کیونکر ہوگا؟ میری حسرتیں تو جرموں سے بڑھ جائیں گی۔ میرے لیے تو سزا کے بجائے تلافی کا سروسامان ہونا چاہیے۔ قیامت کے دن میں اس درد سے روؤں گا کہ عرش عظیم تجھ سے خواہاں ہوگا، مجھے سیلاب سے بچائیے۔

پھر کہتے ہیں کہ میں رند ہوں، پارسائی کی کوئی چیز مجھ میں موجود نہیں، میری فکر کج ہے اور میں آتش پرست ہوں، جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہا ہے، لیکن